سوال

(111)طلاق ثلاثہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی نے منع کرنے کے باوجود پہلے بھی کافی دفعہ گالی گلوچ کی ہے 1986-4-1 گھر میں جھگڑا ہوا میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ گالی مت دے لیکن وہ گالی دینے سے نہ رکی تو میں نے اسے تین سے بھی زیادہ دفعہ طلاق کے الفاظ کہہ دیئے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ آج کے بعد تو میری ماں ہے۔ میری یہ وٹے سٹے کی صورت میں ہوئی تھی اب سامنے والوں نے بھی طلاق دینے کی تیاری کرلی ہے صرف میری طلاق کی وجہ سے تین اور طلاقیں بھی واقع ہورہی ہیں، لہذا اگر قرآن وحدیث میں میری اس طلاق کا کوئی حل ہے تو بتائیں تاکہ میں اپنی بیوی کو اپنے گھر لے آوں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

مذکورہ سوال میں دو باتیں ہیں پہلی یہ کہ ایک ہی مجلس میں کئی طلاقیں دی گئی ہیں۔ دوسری یہ کہ اپنی بیوی کو ماں کا درجہ دیا ہے جو کہ ظہار کا مسئلہ ہے۔

پہلے مسئلہ کے متعلق معلوم ہونا چاہیئے کہ آنحضرت ﷺ کے دور میں ایک ہی مجلس میں دی جانے والی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے حسن سند سے ایک روایت مذکور ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال طلق رکانۃ بن عبدیزید اخو بنی المطلب امراتہ ثلاثا فی مجلس واحد فحزن علیہا حزنا شدیدا قال فسالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف طلقتہا؟ قال طلقتہا ثلاثا قال: فقال فی مجلس واحد؟ قال نعم قال فإنما تلک واحدۃ فارجعہا إن شئت فقال فرجعہا فکان ابن عباس یری إنما الطلاق عند کل طہر)) مسند احمد' جلد ۱' ص ۲۶۵' رقم الحدیث: ۲۳۹۷.

''ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں رکانہ بن عبدیزید نامی ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیں جس کے بعد کافی غمگین ہوا پھر یہ معاملہ نبی ﷺ کی مجلس میں پش کیا تو آپ ﷺ نے رکانہ سے دریافت کیا کہ آپ نے کیسے طلاق دی تو رکانہ نے کہا کہ میں نے تین طلاقیں دی ہیں تو آپ ﷺ نے دوبارہ دریافت کیا کہ کیا ایک ہی مجلس میں تو صحابی نے جواب دی جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا (اگر تو نے ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی ہیں تو یہ ایک ہی ہے) لہذا اگر آپ چاہیں تو رجوع کر سکتے ہیں تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رکانہ نے اپنی بیوی سے رجوع کر کے اسے واپس لے آئے۔''

اسی وجہ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مؤقف تھا کہ تین طلاقیں تین طہر (پاکیزگی کے ایام) میں دینی چاہئیں۔ یعنی اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے تو ہر مہینے پاکیزگی کے ایام میں ایک طلاق دے اس طرح تین مہینوں میں طلاقیں ہوں گی۔ اور اگر ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیتے ہیں تو یہ تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوگی اور ایک اور دو طلاقیں رجعی ہوتی

ہیں۔ لہذا طلاق کی عدت تین ماہ ہے اس مدت کے اندراندر خاوند اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے اور اگر تین مہینوں کی مدت گرزجائے تو نکاح ٹوٹ جائے گا، لیکن پھر بھی طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالی کی اپنے بندوں پر مہربانی ہے کہ طلاق جیسے مبغوض معاملے میں بھی تحمل والامعاملہ اپنایااور جلد بازی نہیں کی۔ حالانکہ انسان ہمیشہ ایک ہی حالت میں نہیں ہوتا بلکہ کبھی غصہ اور پریشانی کی وجہ سے جلد بازی میں اپنی بیوی کو کئی طلاقیں دے دیتا ہے اور اس طرح جتنی طلاقیں دی ہیں اگر اتنی ہی شمار کی جائیں تو طلاق دینے والے کو سوچنے اور غوروفکر کا موقع بھی نہ ملے۔ بعض مرتبہ مطلقہ عورت خاوند کی محبوبہ بھی ہوتی ہے لیکن اب ان کو گھر آباد کرنے کا کوئی موقع حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔ اس لیے شریعت مطہرہ نے ایک مجلس کی کئی طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا ہے تاکہ طلاق دینے والے کو غوروفکر کرکے صحیح فیصلے کا موقع مل سکے، اگر خاوند کو بیوی سے جدا ہونا بھی تو بھی اسے سوچنے سمجھنے کا موقع ملے گا۔

بہرصورت مسئولہ اگرچہ سائل نے اپنی بیوی کو کتنی ہی طلاقیں دی ہیں۔ وہ سب ایک وہ شمار ہوگی۔ اس لیے جس تاریخ کو طلاق دی ہے اس سے تین ماہ تک دو عادل گواہوں کی موجودگی میں اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے۔ مسئلہ ظہار کے بارہ میں قرآن مجید کے اٹھائیسویں پارے کی سورۃ المجادلۃ کے پہلے رکوع میں جو حل بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ظہار کرنے والے مرد کے پاس اگر غلام ہے تو اپنی بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے پہلے اس کو بطور کفارہ آزاد کردے۔ لیکن چونکہ اب غلام نہیں ہیں اس لیے اس پر عمل نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے غلام کی عدم موجودگی کی صورت میں دوسری صورت بھی بیان فرمائی ہے کہ بغیر ناغہ (لگاتار)کیے دوماہ کے مسلسل روزے رکھنے پڑیں گے جن کے درمیان انقطاع (فاصلہ) نہیں کیا جائے گا یہ کام بطور کفارہ عورت کو چھونے سے پہلے کرنا ہے اور جو مسلسل دو مہینوں کے روزوں پر عمل کی طاقت نہیں رکھتا اس کے لیے تیسری صورت بیان کی ہے کہ اس آدمی کو 60 ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا پڑے گا اب اگر صورت مسئولہ میں سائل کو لگاتار دو مہینوں کے روزوں کی استطاعت ہے تو مسلسل دو مہینے روزے رکھنے پڑیں گے اور اگر طاقت نہیں ہے تو 60 ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادے۔ اب سائل کے لیے مناسب یہی ہے کہ پہلے دو گواہوں کی موجودگی میں اپنی بیوی کو واپس اپنے گھر لے کر آئے اور پھر دو مہینے روزے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاکر اپنا گھر نئے سرے سے آباد کرے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 454

محدث فتویٰ